خلافت لائبریری ربوہ

بدھ | 12-نومبر1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

CPL 61

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 252

بدھ 11 رجب 1418ھ 12 نبوت 1376ہش 12 نومبر 1997ء

چاہئے کہ انسان خدا کی رضا کے حصول کیلئے فنافی اللہ ہو جاوے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

خدا سے ڈرنے والے کو تو بڑی بڑی مشکلات ہوتی ہیں انسان پاک صاف تو جب جا کر ہوتا ہے کہ اپنے ارادوں کو اور اپنی باتوں کو بالکل ترک کر کے خدا کے ارادوں کو اسی کی رضا کے حصول کے واسطے فنافی اللہ ہو جاوے۔ خودی اور تکبر اور نخوت سب اس کے اندر سے نکل جاوے اس کی آنکھ ادھر دیکھے جدھر خدا کا حکم ہو۔ اس کے کان ادھر لگیں جدھر اس کے آقا کا فرمان ہو۔ اس کی زبان حق و حکمت کے بیان کرنے کو کھلے۔ اس کے بغیر نہ چلے جب تک اس کے لئے خدا کا اذن نہ ہو۔ اس کا کھانا۔ پہننا۔ سونا پینا مباشرت وغیرہ کرنا سب اس واسطے ہو کہ خدا نے حکم دیا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 116)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

میں پھر اصل بات کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ دولت مند اور متمول لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے (جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں) متقیوں کی صفت کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے' وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور خادم ہے۔ اللہ تعالیٰ (کے احکام دینیہ) کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے۔ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ پس (جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں) میں شفقت علی خلق اللہ کی تعلیم ہے۔

ایک دفعہ (-) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روپیہ کی ضرورت بتلائی' تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کا کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔ آپ نے پوچھا ابو بکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے۔ تو جواب میں کہا۔ اللہ اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف لے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ عمر گھر میں کیا چھوڑ آئے۔ تو جواب دیا کہ نصف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر و عمر کے فعلوں میں جو فرق ہے' وہی ان کے مراتب میں فرق ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 367)

حسد اور دشمنی سے بچنا ضروری ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

فرمایا حسد نہ کرو۔ اچھی چیز دیکھ کر دل میں حسد پیدا ہوتا ہے ہر وہ بات جو فطرت کے اندر موجود ہے اس کی دو صورتیں ہیں اور دونوں صورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرما دی ہیں ایک صورت اس حدیث میں پیش ہو رہی ہے۔ ایک شخص کسی دوسرے کو اپنے سے اچھا دیکھتا ہے۔ اگر اچھا دیکھتا ہے تو اس کے نتیجے میں اگر تکلیف ہو رہی ہے کسی قسم کی تو پھر جو کچھ بھی جذبات پیدا ہوئے ہیں وہ حسد ہے۔ اگر خوشی ہو رہی ہے تو اسے رشک کہتے ہیں۔ حسد نہیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشک سے منع نہیں فرمایا بلکہ حسد سے منع فرمایا ہے۔ اور حسد کی پہچان یہ ہے اور یہ ایسی پہچان ہے جو کبھی آپ سے جھوٹ نہیں بولے گی۔

جب اپنے بھائی کو کسی اچھی حالت میں دیکھیں تو اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھیں کہ آپ کو خوشی ہوئی ہے کہ غم پہنچا ہے۔ اگر معمولی سا بھی صدمہ ہوا ہو تو پھر آپ میں حسد پیدا ہونے کا احتمال موجود ہے۔ یا خطرہ موجود ہے۔ اور اگر خوشی ہے تو آپ شوق سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس خوشی سے فائدہ اٹھائیں (-) فرمایا اگر تمہیں کوئی اچھا لگتا ہے تو اس خوبی میں اس سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ یہ منع نہیں ہے۔ یہ رشک کی پیداوار ہے۔ حسد کی پیداوار یہ ہے کہ اس خوبی کو برائی میں تبدیل کرنے کی کوشش کرو۔ خواہ سچ ہو خواہ جھوٹ ہو۔ مقصد دونوں صورتوں میں اوپر آنا ہے۔

اب موازنہ کر کے دیکھیں دونوں صورتوں میں آخری نتیجہ کی نیت ایک ہی ہے کہ میں اوپر ہو جاؤں اس لئے فرمایا ایک طریقہ ایسا ہے جس سے تمہاری فطرت کی پیاس بجھے گی اور اچھے طریق پر بجھے گی۔ اور وہ ہے اونچے بے شک ہوں۔ اونچے ہونے سے منع نہیں فرمایا گیا۔ کہیں بھی انسانی فطرت کی طبعی جذبات کو غلط قرار نہیں دیا کیونکہ یہ خدا کی پیداوار ہے۔ خدا نے پیدا کیا ہے ان چیزوں کو ان کے برمحل استعمال کا نام اعلیٰ خلق ہے۔ ان کے برمحل استعمال کا نام نیکی ہے۔ تو تمنا تو ہے کہ میں اونچا ہوں بھائی سے لیکن اسی کی نیکی میں اس کو شکست دے کر۔ اعلیٰ درجے کی نیکیاں حاصل کر کے بے شک آگے بڑھ جاؤ۔ لیکن اس کی اچھائی برائی میں تبدیل

باقی صفحہ 7 پر

درخواست دعا

○ مکرم مولانا عطاء الکریم شاہد صاحب لکھتے ہیں کہ لندن سے بذریعہ فیکس برادرم مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل نے اطلاع دی ہے کہ ہمارے برادر اکبر مکرم عطاء الرحمان صاحب طاہر کے دل کا بائی پاس اپریشن کامیاب ہو گیا ہے۔ معمول کے مطابق تین بائی پاس ہوئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ وعاجلہ اور بابرکت درازعمر سے نوازے۔

○ محترمہ امتہ النان قمر صاحبہ اہلیہ مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب استاد جامعہ احمدیہ حال 1-9A.16th Ave Elmwood Park N.J. 07407. U.S.A تحریر کرتی ہیں کہ میرے میاں میر غلام احمد نسیم صاحب کے دل کا بائی پاس اپریشن امریکہ میں کامیاب ہو گیا ہے۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ وعاجلہ اور اپریشن کی پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم احسان اللہ چیمہ صاحب حال مقیم جرمنی کی والدہ محترمہ امتہ العزیز صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری غلام مصطفیٰ چیمہ صاحب اقصیٰ روڈ ربوہ مورخہ 97-10-23 بوجہ حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں۔ بعد جمعہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے بیت الاقصیٰ ربوہ میں جنازہ پڑھا۔ اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے دعا کروائی۔

موصوفہ مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) دھاریوال نمبردار چک نمبر 43 جنوبی سرگودھا کی صاحبزادی تھیں۔

اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

○ مکرم عبدالصمد خان صاحب کارکن دفتر انصار اللہ کی ماموں زاد بہن فرحت بشیر بنت بشیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ بیٹ جمین والا ضلع مظفر گڑھ مورخہ 97-11-3 کو اچانک بقضاء الٰہی وفات پا گئیں۔ انکی عمر 15 سال تھی۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت 2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

12 نبوت 1376 ہش 12 نومبر 1997ء

مسبب الاسباب کی طرف نظر

انسان کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اسے جو بھی ضرورت پیش آئے وہ کسی نہ کسی صورت پوری ہو جائے۔ اس کی ہر تگ و دو ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہی ہوتی ہے۔ وہ روپیہ کماتا ہے تو اس لئے کہ وہ اپنی ضروریات پوری کرنا چاہتا ہے۔ وہ روپیہ اکٹھا کرتا ہے تو اس لئے کہ مستقبل میں اسے کوئی ضرورت پڑے گی تو وہ اسے پوری کر سکے۔ کوئی کام بھی جو وہ کرتا ہے اس کی انتہائی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی ضرورت پوری ہو۔ ملازم ملازمت کرتا ہے' تاجر تجارت کرتا ہے' کسان ہل چلاتا ہے' غرضیکہ ہر شخص جو کام بھی کرتا ہے اس کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کام کے نتیجے میں اس کی ضروریات پوری ہوتی چلی جائیں اور کہا جا سکتا ہے کہ اگر بغیر کچھ لئے دیئے ضروریات پوری ہوتی چلی جائیں تو انسان کو کمانے کا خیال بھی نہ آئے۔ نہ وہ ملازمت کرے نہ وہ تجارت کرے نہ وہ ہل چلائے نہ کوئی اور کام کرے۔ اس کی ضرورتیں تو پوری ہو رہی ہیں وہ یہ کام کیوں کرے۔ لیکن کام بہر حال کرنے ہی پڑتے ہیں اس لئے کہ بغیر لئے دیئے ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ ضرورت پوری کرنے کے لئے انسان کو تگ و دو کرنی پڑتی ہے اور وہ تگ و دو دراصل ضرورتوں کے پورے کرنے کی واجبات کے لئے ہوتی ہیں۔ اگر انسان یہ سمجھ لے کہ اس ساری تگ و دو کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ وہی حقیقی نفع رساں ہے ہم سب کچھ کر لینے کے باوجود اپنے کسی کام کے نتیجے پر اختیار نہیں رکھتے۔ ہم روپیہ اکٹھا تو کر سکتے ہیں لیکن اسے ہو سکتا ہے صحیح طور پر خرچ نہ کر سکیں۔ ہو سکتا ہے اسے اپنے پاس ہی نہ رکھ سکیں۔ کوئی چور لوٹ لے اور ہماری جیب خالی ہو جائے۔ کمایا تو اس لئے تھا کہ اپنی ضرورت پوری کریں گے۔ لیکن جو کچھ کمایا لوٹا گیا۔ ہمارے اپنے اختیار میں یہ باتیں نہیں ہیں۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہیں۔ حقیقی طور پر وہی ہمیں کمانے کی قوت دیتا ہے کمانے کی اہلیت دیتا ہے اور کما کر حقیقی طور پر اور صحیح معنوں میں خرچ کی طاقت دیتا ہے اور اس سب کام کے لئے ہمیں سمجھ بوجھ عطا کرتا ہے۔ گویا کہ ہماری اس ساری تگ و دو اور اس کے نتائج کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

اگر واقعی خدا تعالیٰ کی ذات ہے جیسا کہ واقعی ہے تو پھر ہم غیروں کے پیچھے کیوں بھاگیں۔ یا یہ کہ غیروں کے دروازوں پر ناک کیوں رگڑتے پھریں۔ ہماری غیرت یہ تقاضا کیوں نہ کرے کہ ہم خدا تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھتے ہوئے ہر کام کریں۔ کسی انسان کی ایسی خوشامد نہ کریں جو اس کا حق نہیں ہے۔ تعریف تو کی جائے۔ یہ تو خوش اخلاقی کا مظاہرہ ہے اور بلند کرداری کا بھی کہ جو شخص تعریف کا مستحق ہے اس کی تعریف کی جائے۔ جس شخص نے آپ پر احسان کیا ہے آپ اس کے احسان مند ہوں۔ جس نے آپ کو ہاتھ پکڑ کر اٹھایا ہے' آپ کی مدد کی ہے' آپ اس کی پذیرائی کریں۔ لیکن اگر آپ اس سے آگے بڑھیں گے ایسی خوشامد کریں گے جس کا وہ حق دار نہیں ہے تو یقیناً خدا کا حق لے کر اسے دے رہے ہوں گے۔ جو حق دراصل خدا کا ہے اسے دے رہے ہوں گے۔ جو حق دراصل خدا کا ہے وہ آپ پہچانیں گے ہی نہیں۔ اور وہ حق کسی اور کو دے دیں گے۔

پس ضروری بات یہ ہے کہ ہماری نظر ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف رہے کام ہم خود کریں تگ و دو ہم کریں ہر قسم کی تگ و دو جو ہمارے لئے لازم ہے اس سے کسی صورت بھی گریز نہ کریں۔ لیکن ہمہ وقت ہمارے دل میں یہ خیال رہے کہ حقیقی نفع رسانی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کر سکتی ہے۔ اگر ہم نے کسی سے کام لینا ہے تو اسے بھی خدا تعالیٰ ہی توفیق دے گا تو وہ ہمارا کام کر سکے گا ورنہ ہمارا کام نہیں کر سکے گا۔ یا کر سکنے کے قابل ہونے کا باوجود نہیں کرے گا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ اس کے دل میں ڈالے کہ فلاں شخص کی مدد کرو تو وہ یقیناً ایسا کرے گا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک مختصر سا ارشاد اس سلسلے میں پیش کرتے ہیں۔ اور ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ اسی ارشاد کی وضاحت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"جب کہ حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے پھر کس قدر بے حیائی ہے کہ انسان غیروں کے دروازے پر ناک رگڑتا پھرے۔ ایک خدا ترس صاحب ایمان کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنے جیسے انسان کی ایسی خوشامد کرے جو اس کا حق نہیں ہے۔ متقی کے لئے خود اللہ تعالیٰ ہر ایک قسم کی راہیں نکال دیتا ہے۔ اس کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا ولی اور مربی ہو جاتا ہے"۔

اس ارشاد میں دو تین باتیں خاص طور پر ہماری توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس بات سے نہیں منع کیا گیا کہ کسی کی تعریف کی جائے۔ جس کا تعریف کروانے کا حق ہے اس کی تعریف ضرور کی جائے۔ منع ہے اس بات سے کیا گیا ہے کہ ایسی خوشامد کی جائے جو اس شخص کا حق نہیں ہے۔ کسی کی اس کے حق سے زیادہ خوشامد کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کے حق کو غصب کرنا ہے۔ پس کسی کی ایسی خوشامد نہ کی جائے جو اس کا حق نہیں ہے۔ اور دوسرے ہمیشہ یہ بات ہمارے سامنے رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے وہ سبب پیدا کرتا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ وہ دیتا ہے تو چھت پھاڑ کر دیتا ہے تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ وہ ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ ان کے ذریعے ہمیں کچھ نہ کچھ ملنے لگتا ہے۔ اور بعض اوقات ایسی جگہ سے ملنے لگتا ہے جس کے متعلق ہمیں علم بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی ہمارے متعلق سوچتا ہے فیصلے کرتا ہے اور دوسروں کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ ہمارے لئے کچھ نہ کچھ کریں۔

پس کسی کی ناجائز خوشامد نہ کی جائے۔ خدا تعالیٰ کو ہی نفع رساں ذات سمجھا جائے اور اس یقین کو بھی پوری طرح دل میں جگہ دی جائے کہ وہ مسبب الاسباب ہے اور ہمارے لئے اسباب پیدا کرتا ہے۔ ہمیں اسباب کی بھی تلاش کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اسباب وہی پیدا کرتا ہے۔ اگر ہم اسباب کی تلاش نہ کریں۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور کچھ بھی نہ کریں اور یہ سمجھیں کہ لقمہ ہمارے منہ میں آجائے گا تو یہ ہرگز نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سامان پیدا کرے گا۔ بیٹھے بٹھائے منہ میں لقمہ آنے کی بھی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص لقمہ لے کر آئے اور ہمارے منہ میں ڈالے۔

پس سبب کو ہمیشہ تلاش کرنے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

آتشِ دل پہ اشک برساؤ
روح کو اس طرح سے گرماؤ
سسکیاں زندگی کا حصہ ہیں
اپنی آہوں سے تم نہ شرماؤ
یوں تو غم کو چھپا کے رکھو تم
کوئی پوچھے تو حال بتلاؤ

ابو الاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

تلقینِ عمل

زندہ قوموں کی یہ علامت ہوا کرتی ہے کہ ان کے نوجوان اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اپنے بڑوں کے قائم مقام بن جائیں جس قوم میں یہ بات پیدا ہو جاتی ہے وہ کبھی نہیں مرتی اور جس قوم کے اندر یہ بات پیدا نہ ہو اس کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا خواہ کتنا ہی زور لگالو وہ قوم ضرور مرے گی۔ لیکن جس قوم میں یہ خوبی موجود ہو کہ اس کے نوجوان ہمتوں والے ہوں۔ بلند ارادوں والے ہوں۔ صحیح کام کرنے والے ہوں تو وہ مرتی نہیں بلکہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور خواہ کوئی بھی اسے مٹانا چاہے مٹا نہیں سکتا۔ ایک دفعہ ایک عباسی بادشاہ نے اپنے دو لڑکے ایک بڑے امام کے پاس پڑھنے کے لئے بٹھائے۔ اس امام کا اتنا رعب تھا کہ ایک دن جب بادشاہ اس کی ملاقات کے لئے گیا اور امام اس کے استقبال کے لئے اٹھا تو دونوں شہزادے دوڑے کہ اپنے امام کی جوتی اس کے آگے رکھیں۔ ایک کی خواہش تھی کہ میں جوتی رکھوں اور دوسرے کی خواہش تھی کہ میں جوتی رکھوں۔ بادشاہ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو کہا کہ تیرے جیسا آدمی کبھی مر نہیں سکتا۔ یعنی جس نے اپنی روحانی اور علمی اولاد کے دل میں اتنا جوش اخلاص پیدا کر دیا ہے اور اتنی علم کی قدر پیدا کر دی ہے اس نے کیا مرنا ہے وہ مرے گا تو اور لوگ اس کی جگہ لے لیں گے۔ غرض بے ساختہ بادشاہ کے منہ یہ فقرہ نکل گیا کہ ایسا آدمی مر نہیں سکتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان تو مرتے چلے آئے ہیں اور مرتے چلے جائیں گے۔ قوموں کے لئے دیکھنے والی بات یہ ہوتی ہے کہ ان کے اندر زندگی کی روح پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر وہ کوئی مفید کام کرنا چاہتی ہیں تو ان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نیکیوں کا ایک تسلسل قائم کر دیں۔ آدمؑ کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہی بات (کلام الٰہی) میں بیان فرمائی ہے کہ اس نے ایک تسلسل قائم کر دیا۔ فرماتا ہے آدم کا کیا کمال تھا۔ آدم کا یہی کمال تھا کہ وہ صرف ایک مرد اور ایک عورت تھے۔ مگر پھر آگے نسل در نسل پیدا ہوتی گئی۔ اور مرد اور عورت اتنی کثرت سے ہوئے کہ یا تو کوئی زمانہ اس دنیا پر ایسا گزرا ہے جب فلسفیوں اور سائنس دانوں کا سب سے بڑا قابل غور مسئلہ یہ ہوا کرتا تھا کہ اس دنیا کو آباد کس طرح کیا جائے یا اب وہی دنیا اور فلسفیوں اور سائنسدانوں کے نزدیک سب سے بڑا سوال جو حل کرنے کے قابل ہے یہ ہے کہ اس دنیا کی آبادی کو روٹی کہاں سے کھلائی جائے۔ آج سے دو یا چار ہزار سال پہلے کمیونزم کسی ملک میں پنپ نہیں سکتا تھا لیکن اب کہتے ہیں کہ اس کا مال چھینو اور اس کو دو۔ اس کا چھینو اور اس کو دو۔ 10۔ ایکڑ زمین جس کے پاس ہے اس سے لے کر دو' دو' ایکڑ اوروں میں تقسیم کر دو لیکن جب دنیا میں صرف پانچ گھر تھے اور پچاس ہزار ایکڑ زمین ان کے اردگرد فارغ پڑی تھی۔ اس وقت اگر کوئی کمیونزم کی بات کرتا تو پاگل سمجھا جاتا اور ہر شخص کہتا کہ اس کی پانچ ایکڑ زمین کیوں چھینتے ہو۔ پچاس ایکڑ زمین جو فارغ پڑی ہے اس پر قبضہ کیوں نہیں کرتے۔ پس کمیونزم اس زمانے کی پیدائش ہے ہمیشہ کے لئے قانون نہیں ہو سکتا۔ یہی فرق ہوتا ہے مذہب اور غیر مذہب میں۔ مذہب کے علاوہ جس قدر مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ وہ صرف مقامی اور وقتی ہوتے ہیں لیکن مذہب ایک دائمی صداقت ہوتا ہے۔ تم کسی زمانے میں بھی دین حق کو لے جاؤ اس پر ہمیشہ عمل کیا جا سکتا ہے لیکن کئی دور ایسے آئیں گے جن میں کمیونزم نہیں چل سکتا کئی دور ایسے آئیں گے جن میں سوشلزم نہیں چل سکتا۔ کئی دور ایسے آئیں گے جن میں کیپٹلزم نہیں چل سکتا۔ جب کبھی ملک کی آبادی بڑھ جائے گی اور دولت گھٹ جائے گی کیپٹلزم کبھی قائم نہیں رہ سکتا اور اگر ملک کی آبادی کم ہو جائے گی اور ذرائع دولت بڑھ جائیں گے اس وقت کمیونزم کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ جب ملک کی آبادی کم ہو جائے گی تو کسی سے چھیننے کا سوال ہی نہیں رہتا۔ ہر شخص کہے گا کہ جاؤ اور زمینوں پر قبضہ کر لو اور جب ملک کی آبادی بڑھ جائے گی تو پھر کیپٹلزم قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ سارے کے سارے سوالات ملک کی آبادی کی کمی یا زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں۔ تم آبادی کو کم کر دو لازماً کیپٹلزم قائم ہو جائے گا اور لوگ منتیں کریں گے کہ تم زمینوں کو سنبھالو ہمیں تو جتنی ضرورت تھی ہم نے لے لی لیکن جب آبادی بڑھ جائے گی تو وہی آدمی جس کے دادا پردادا کہہ رہے تھے کہ زمینوں کو سنبھالو ہمیں اس کی ضرورت نہیں رہی' شور مچانے لگ جائیں گے کہ تمہارے پاس 100۔ ایکڑ زمین ہے دس دس ایکڑ ہمیں دے دو۔ پس یہ محض حالات بدلنے کے نتائج ہیں۔ اور مجبوریاں ہیں لیکن مذہب ایسی چیز ہے جو ہمیشہ قائم رہتی ہے اور یہ تمام چیزیں اسی نقطے کے ساتھ وابستہ ہیں کہ انسان کی نسل آگے بڑھتی اور ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح جو سچی قومیں ہوتی ہیں وہ بھی آدم کے مشابہ ہوتی ہیں اور ان کی کامیابی کا طریق بھی یہی ہوتا ہے کہ ان میں نئی نسلیں پیدا ہوتی ہیں پھر اور پیدا ہوتی ہیں۔ پھر اور پیدا ہوتی ہیں اور وہ اس معیار ایمان اور اس معیار تقویٰ کو تقویٰ کو قائم رکھتی ہے جس کو قائم رکھنا خدا تعالیٰ کا منشاء ہے اور جس معیار ایمان اور معیار تقویٰ کے قیام کے لئے خدا تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں آتے ہیں۔ پس ہمیشہ ہی خدائی جماعتوں اور خدائی سلسلوں کو یہ امر مد نظر رکھنا چاہئے کہ ان کے اندر زندگی کی روح پیدا ہو۔ ان کے اندر ایسے نوجوان پیدا ہوں جو دین کی خاطر اپنے آپ کو وقف کرنے والے اور تقویٰ کے ساتھ کام کرنے والے ہوں۔ دھڑے بازی کی عادت ان میں نہ ہو۔ وہ قضاء کے مقام پر پورا اترنے والے ہوں اور دوسروں کا حق دینے کے معاملے میں نہ دشمنی ان کے راستے میں روک ہو نہ دوستی۔ ان

باقی صفحہ 5 پر

جھگڑے مٹائیں

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں۔

احمدیت کی محبت' اخلاص اور تربیت جھگڑوں سے روکتی ہے۔ مگر لوگ معمولی معمولی بات پر جھگڑتے ہیں۔ عہدوں پر جھگڑ کر ایک دوسرے کے پیچھے (عبادت) پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ سارا نقص اس وجہ سے ہے کہ احمدیت کی محبت دل میں نہیں۔ اگر احمدیت کی محبت ہوتی تو کچھ بھی ہو جاتا وہ اس کی پرواہ نہ کرتے یہ لوگ ہسپتالوں میں جاتے ہیں۔ عدالتوں میں جاتے ہیں۔ کہیں ان کو چپڑاسی تنگ کرتے ہیں کہیں ان کو کمپاؤنڈر دق کرتے ہیں۔ یہ ان ساری ذلتوں کو برداشت کرتے ہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ ہمارے عزیز کی جان یا ہماری عزت خطرے میں ہے۔ اگر دین حق کی جان اور دین حق کی عزت کی قدر ان کے دل میں ہوتی تو یہ ذرا ذرا سی بات پر کیوں جھگڑتے تو فرق یہی ہے کہ اپنے عزیز کی جان یا اپنی عزت ان کو زیادہ پیاری ہے۔ اس لئے کچہریوں یا ہسپتالوں میں۔ مجسٹریٹوں یا ڈاکٹروں کی جھڑکیاں کھاتے ہیں اور برداشت کرتے ہیں۔ ان سے گالیاں سنتے ہیں اور کہتے چلے جاتے ہیں۔ آپ ہمارے مائی باپ ہیں جو چاہے کرلیں۔ مگر خدا کے سلسلے اور خدا کے نظام میں معمولی بات سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔ وہاں ہسپتالوں میں دائیاں اور نرسیں ان کو جھڑکتی ہیں۔ ڈاکٹر حقارت سے کہتا ہے۔ چلے جاؤ۔ تو یہ دروازے کے پاس جا کر چھپ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے اس کو ناراض کیا تو میرے عزیز کی جان خطرے میں پڑ جائے گی۔ لیکن ان کو احمدیت عزیز نہیں ہوتی۔ دین حق عزیز نہیں ہوتا۔ اس لئے سلسلے اور نظام کی خاطر ادنیٰ سی میری بات سننے کی تاب نہیں رکھتے۔

دوسری چیز محنت ہے اگر واقعہ میں احمدیت کی محبت ہوتی تو ضرور نوجوانوں کے اندر محنت کی بھی عادت ہوتی۔ مگر ان کے کاموں میں محنت اور باقاعدگی سے کام کرنے کی عادت بالکل نہیں۔ اور اگر کوئی کسی کو اچھی بات کہہ دے تو وہ چڑ جاتا ہے کہ اس نے مجھے ایسی بات کیوں کہی پس میں پھر ایک دفعہ خدام کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مشورہ کر کے میرے سامنے تجاویز پیش کریں۔ میں نے بھی اس پر غور کیا ہے اور بعض تجاویز میرے ذہن میں بھی ہیں لیکن میں پہلے جماعت کے سامنے اس بات کو پیش کرتا ہوں کہ وہ مشورہ دیں کہ آئندہ نسلوں میں قربانی اور محنت اور کام کو بروقت کرنے کی روح پیدا کرنے کے لئے ان کی کیا تجاویز ہیں مگر یہ شرط ہے کہ جو شخص تجویز پیش کرے وہ اپنی اولاد کو پہلے پیش کرے۔ بعض لوگ لکھنے کو لکھ دیتے ہیں۔ کہ اس طرح سلوک کیا جائے۔ اس طرح نوجوانوں پر سختی کی جائے۔ مگر جب خود ان کے بیٹوں کے ساتھ سختی کی جائے تو شور مچانے لگ جاتے ہیں تو جو شخص اچھی تجاویز لکھے وہ ساتھ ہی یہ بھی لکھے کہ میں اپنی اولاد کے متعلق سلسلے کو اختیار دیتا ہوں کہ وہ جو قانون بھی بنائیں میں اپنی اولاد کے ساتھ اس سلوک کو جائز سمجھوں گا۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ آپس میں مشورہ کر کے یہ بتائیں کہ نوجوانوں کے اندر محنت اور استقلال کے ساتھ کام کرنے کی عادت پیدا کرنے کے لئے ان کی کیا تجاویز ہیں۔ نوجوان کام کے موقع پر 100 فی صد فیل ہو جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ مشکل پیش آگئی۔ اس لئے کام نہیں ہو سکا۔ وہ 90 فی صد بہانہ اور 10 فی صد کام کرتے ہیں۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ اس کو دیر تک برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ پس خدام مجھے بتائیں کہ نوجوانوں کے اندر محنت سے کام کرنے اور فرائض کو ادا کرنے میں ہر قسم کے بہانوں کو چھوڑنے کی عادت کس طرح پیدا کی جائے۔ مشورے کے بعد ان تجاویز پر غور کر کے پھر میں تجاویز کروں گا۔ اور جماعت کے نوجوانوں کو ان کا پابند بنایا جائے گا پہلے اسے اختیار کریں گے تاکہ یہ دیکھا جائے کہ وہ کون سے ماں باپ ہیں جو اپنے بچوں کو سلسلے کی تعلیم دلانا اور ان کی تربیت کرانا چاہتے ہیں۔ اور جس وقت ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے اور ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا طریق درست ہے تو پھر دوسرا قدم یہ اٹھائیں گے کہ اسے لازمی کر دیا جائے۔ بہر حال یہ کام ضروری ہے۔ اگر ہم نے یہ کام نہ کیا تو احمدیت کی مثال اس دریا کی ہوگی جو ریت کے میدان میں جا کر خشک ہو جائے۔ اور اس طرح بعض بڑے بڑے دریا صحراؤں میں جا کر اپنا پانی خشک کر دیتے ہیں۔ پانی تو ان میں اسی طرح آتا ہے۔ مگر صحرا میں جا کر خشک ہو جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی نالیاں پہاڑیوں میں سے گزرتی ہوئی میلوں میل تک چلی جاتی ہیں۔ مگر بڑے بڑے دریا ریت کے میدانوں میں جا کر خشک ہو جاتے ہیں۔ پس یہ مت خیال کرو کہ تمہارے اندر معرفت کا دریا بہہ رہا ہے۔ اگر تم میں سستی کم محنتی اور غفلت کا صحرا پیدا ہو گیا تو یہ دریا اس کے اندر خشک ہو کر رہ جائے گا۔ چھوٹی چھوٹی ندیاں مبارک ہوں گی جو پہاڑیوں کی وادیوں میں سے گزر کر میلوں تک چلتی چلی جاتی ہیں۔ مگر تمہارا دریا نہ تمہارے لئے مفید ہو گا۔ اور نہ دنیا کے لئے مفید ہو گا۔ پس یہ آفت اور مصیبت ہے جس کو ٹلانا ضروری ہے۔ اس آفت کو دور کرنے کے لئے میں پہلے جماعت کے دوستوں سے فرداً فرداً اور خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ سے بحیثیت جماعت مشورہ چاہتا ہوں۔ انصار اللہ سے اس لئے کہ وہ باپ ہیں اور خدام الاحمدیہ سے بحیثیت نوجوانوں کی جماعت ہونے کے کہ ان پر ہی اس سکیم کا اثر پڑنے والا ہے۔ اور ہر فرد سے جس کے ذہن میں کوئی نئی یا مفید تجویز ہو پوچھتا ہوں کہ وہ مجھے مشورہ دیں پھر میں ان سب پر غور کر کے فیصلہ کروں گا کہ آئندہ نسل کی اصلاح کے لئے ہمیں کونسا قدم اٹھانا چاہئے۔

000

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل 2 جنوری 1959ء

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی تقریر برموقع

جلسہ سالانہ کا ایک حصہ

مورخہ 26 دسمبر 58ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے جو تقریر فرمائی اس کا ایک حصہ افادہ احباب کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

واقعاتی اعتبار سے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کا ایک اور واقعہ بیان کر دیتا ہوں۔ غالباً 1901ء میں وہ نقل مکانی کر کے قادیان آ گئے تھے۔ ابتدائی رہائش آپ نے حضرت بانی سلسلہ کے مکان کے مشرقی طرف کچے مکانوں میں اختیار کی تھی۔ اس کے بعد آپ نے بٹالہ سے پختہ اینٹیں منگوا کر علیحدہ مکان بنوا لیا تھا۔ جس میں آپ عرصہ دراز تک رہتے رہے ان دنوں قادیان میں ابھی بھٹہ نہیں بنا تھا۔ محض آوے میں چھوٹی چھوٹی اینٹیں تیار ہوتی تھیں۔ میری یادداشت کے مطابق غالباً قادیان میں نئی اینٹوں کا یہی پہلا پختہ مکان تھا۔ اس کے بعد حضرت بانی سلسلہ کو جب منارہ...... کی تعمیر کا خیال پیدا ہوا تو پھر ہمارے باغ کے جانب مشرق ایک بھٹہ بنایا گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد جب انجمن نے مرزا افضل بیگ صاحب سے کچھ اراضیات خریدیں تو حضرت نواب صاحب نے بھی دس گھماؤں زمین خرید کر ایک علیحدہ کوٹھی بنوالی۔ اسی کوٹھی کا نام دارالسلام ہے۔ یہیں حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کی وفات ہوئی تھی۔ حضرت بانی سلسلہ کی زندگی میں اس کوٹھی کا صرف ایک حصہ تعمیر ہوا تھا تکمیل بعد میں ہوئی تھی۔ حضرت بانی سلسلہ کی زندگی میں نواب صاحب اس کوٹھی میں منتقل نہیں ہوئے تھے۔

1905ء کے موسم بہار میں جب کانگڑہ کا زبردست زلزلہ آیا تھا تو اس وقت میں سو رہا یا قریباً سونے کی کیفیت میں تھا۔ صبح کے وقت عبادت کے قریب ہی زلزلہ آیا تھا مجھے یاد ہے کہ قریباً نصف گھنٹے تک اس کے جھٹکے محسوس ہوتے رہے تھے۔ جب تک یہ جھٹکے رہے حضرت بانی سلسلہ مکان سے باہر نہیں گئے بلکہ اندر ہی رہے اور کثرت سے استغفار کرتے رہے۔ گھر کے باقی لوگ اس حصہ مکان میں تھے جس میں بعد میں حضرت امام جماعت الثانی کی حرم اول رہا کرتی تھیں۔ اس زلزلہ کے بعد ہی حضرت بانی سلسلہ اپنے باغ میں تشریف لے گئے تھے۔ اور کافی عرصہ تک وہیں رہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الاول حضرت نواب صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اس وقت مدرسہ بھی جو بالکل ابھی ابتدائی حالت میں تھا باغ میں ساتھ چلا گیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ انہی دنوں طاعون کا موسم بھی تھا۔ اور چوہدری حاکم علی صاحب جو چک نمبر 9 پنیار ضلع سرگودھا کے رہنے والے تھے قادیان آئے تھے۔ جب انہوں نے اپنے ٹھہرنے کے متعلق دریافت کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ ہمارے شہر والے مکان میں چلے جائیں اس کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے طاعون سے خاص طور پر محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی ہم سے کیا ہے۔

یہ بات میں نے اس لئے بھی خاص طور پر کہی ہے کہ بعض دوستوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ عین طاعون کے دنوں میں حضرت بانی سلسلہ اس مکان کو چھوڑ کر باغ میں کیوں چلے گئے تھے۔ جس کے متعلق حفاظت کا خاص خدائی وعدہ موجود تھا۔ سو اس بارہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت بانی سلسلہ طاعون سے بچنے کی خاطر اس مکان کو چھوڑ کر باغ میں نہیں گئے تھے۔ بلکہ یہ جانا محض زلزلہ کی وجہ سے تھا۔ ورنہ چوہدری حاکم علی صاحب کو حضرت صاحب ایسا نہ فرماتے۔ اسی طرح طاعون تو زلزلہ سے پہلے بھی تھی اور بعد میں بھی اس کے اثرات رہے۔ ان دنوں حضرت صاحب کی رہائش اسی الدار میں تھی۔ باقی جہاں تک دوسرے ظاہری اسباب کا تعلق ہے حضرت بانی سلسلہ ان کی رعایت بھی ضرور رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنے مکان کے نچلے صحن میں لکڑیوں کا ڈھیر لگوا کر اس کو آگ دلوا دیا کرتے تھے۔ تاکہ ہوا وغیرہ صاف ہو جائے اور جراثیم اگر ہوں تو مرتے رہیں۔ اسی طرح ایک بڑی انگیٹھی کوئلوں کی ہوا کرتی تھی وہ بھی اس غرض کے لئے اوپر کی منزل میں استعمال ہوا کرتی تھی۔ اور بسا اوقات کمروں میں گندھک وغیرہ کی دھونی کا انتظام بھی ہوتا تھا۔ گویا "الدار" میں خاص طور پر رہائش سے جہاں حضرت بانی سلسلہ کو خدا تعالیٰ کی حفاظت کے خاص وعدہ پر کلی یقین تھا وہاں الٰہی منشاء کے مطابق آپ اس حد تک ظاہری اسباب کی رعایت کو بھی ہمیشہ اختیار فرماتے تھے۔ جس حد تک قانون قدرت اس کا متقاضی ہے۔ اور جس حد تک کسی الٰہی نشان کے اشتباہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت بانی سلسلہ کی زندگی میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کی مجلس میں آیا اور ادھر اس کے دل میں کوئی خیال یا سوال پیدا ہوا اور ادھر حضرت صاحب نے اسی کے متعلق تقریر شروع فرما دی۔ اس وقت ایک کشمیری دوست عمر ڈار صاحب سنوری کا واقعہ میرے ذہن میں ہے۔ یہ صاحب خواجہ محمد عبداللہ صاحب دوکاندار گول بازار ربوہ کے نانا تھے۔ کشمیر سے روانہ ہوئے تو پنجاب آ کر پتہ چلا کہ کسی وباء کے پھوٹنے کی وجہ سے حکومت نے حج پر جانے والوں کے لئے پابندی لگا دی ہے۔ اس پر وہ واپس کشمیر جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی جو کشمیر سے ان کے واقف تھے۔ غالباً سیالکوٹ میں ان سے ملے۔ وہ تمام حالات سننے کے بعد انہیں ساتھ لے کر قادیان آئے۔ حضرت بانی سلسلہ کی مجلس میں جونہی یہ پہنچے حضرت صاحب نے درس شروع فرما دیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ ساری نیکیاں بجا لاتے ہیں۔ عبادات کی پابندی بھی کرتے ہیں۔ مگر اپنے بہن بھائیوں اور اپنے رشتہ داروں کا خیال نہیں رکھتے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ عمر ڈار صاحب ایک مدت سے اپنے چھوٹے بھائی لسی ڈار کا حصہ جائیداد دبائے بیٹھے تھے۔ اور نہیں دیتے تھے۔ اس وعظ سے ایسے متاثر ہوئے کہ قادیان سے ہی انہوں نے اپنے بھائی کے نام انہیں جائیداد کا حصہ دینے کا خط لکھ دیا اور کشمیر جاتے ہی عملاً بھی اس کا حصہ ادا کر دیا۔

یہ اس تاثیر قدسیہ کی ایک معمولی سی مثال ہے جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انسانوں کو عطا کی جاتی ہے۔ حضرت مولانا رومؒ نے خوب فرمایا کہ

ساعتے در صحبتِ اہلِ صفا
بہ ز صد سالہ عبادت بے ریاء

کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور دوستوں اور اس کے ساتھ صدق و صفا کا تعلق رکھنے والوں کی صحبت اور تعلق رکھنے والوں کی صحبت اور مجلس کا ایک لحہ اور ایک ساعت بھی اپنے روحانی نتائج اور تاثیرات کے اعتبار سے انسان میں وہ انقلاب پیدا کر سکتی ہے جو صد سالہ عبادت اور ریاضت کے ذریعہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ حکمت ہے جس کے پیش نظر کلام الٰہی نے صادقین کی معیت اور صالحین اور خدا کے نیک بندوں کی رفاقت اور صحبت پر زور دیا ہے۔ دوستوں کو یہ باتیں اپنے کردار میں عملاً پیدا کرنی چاہئیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اپنے مخلصین اور ماننے والوں کی اصلاح اور نیکیوں میں ان کی ترقی کے لئے جو خواہش اور تڑپ رہتی تھی وہ تو ہر ایک پر واضح ہی ہے۔ حضرت صاحب ان لوگوں کی اصلاح کے لئے بھی ہمیشہ کوشاں رہا کرتے تھے جو کسی زمانہ میں حضرت صاحب سے ارادت و عقیدت رکھتے رہے تھے۔ لیکن بعد میں شامت اعمال سے ان کی ایمانی حالت میں فرق آ گیا تھا(۔) ایسے لوگوں کی اصلاح اور واپسی کے لئے بھی حضرت بانی سلسلہ ہمیشہ اپنے دل میں تڑپ محسوس کرتے رہے اور اس کے لئے عملی کوشش فرماتے رہے۔

میر عباس علی صاحب لدھیانوی کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ ایک دفعہ حضرت بانی سلسلہ نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کو فرمایا تھا کہ آپ کے ساتھ ان کے تعلقات رہے ہیں۔ لہٰذا آپ ان کو جا کر سمجھائیں۔ چنانچہ قادیان سے حضرت منشی ظفر احمد صاحب ایک دفعہ لدھیانہ اس غرض کے لئے گئے بھی تھے۔ بلکہ اسی واقعہ کے سلسلہ میں ایک لطیفہ بھی ہے۔ گو یہ محض لطیفہ ہی نہیں بلکہ ایک ایمان افروز بات بھی ہے۔ کہ اسی موقعہ پر جب منشی ظفر احمد صاحب کو حضرت صاحب جانے اور جا کر میر عباس علی صاحب کو سمجھانے کا ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت صاحب کا ایک نوکر پیرا نامی بھی موجود تھا۔ اپنے حواس کے اعتبار سے یہ شخص متوازن نہیں تھا۔ ایک مجذوبانہ سی کیفیت رکھتا تھا۔ سودا سلف بازار سے لایا کرتا تھا۔ جب حضرت بانی سلسلہ نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو لدھیانہ جانے کے لئے کہا۔ تو اس نے بھی بڑھ کر عرض کیا۔ کہ مجھے بھی اجازت دیں۔ میں بھی جا کر میر صاحب کو سمجھاؤں۔ چنانچہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اچھا تم بھی منشی صاحب کے ساتھ چلے جاؤ۔ چنانچہ پھر یہ دونوں وہاں گئے تھے۔ وہاں جا کر بھی یہ لطیفہ ہوا۔ کہ پیرا نے منشی ظفر احمد صاحب سے کہا کہ پہلے مجھے سمجھا لینے دیں۔ چنانچہ پیرا نے میر عباس علی سے بات کی اور اپنے فہم کے مطابق بات کرتے ہوئے کہا کہ میر صاحب آپ واپس آ جائیں میں جس طرح دوسرے مہمانوں کے لئے کھانا لا کر دیا کرتا ہوں۔ اسی طرح آپ کو لا کر دیا کروں گا۔ اسی طرح آپ کو پہلے بھی جو پیسے میں دیتا رہا ہوں۔ اب بھی لا کر دیا کروں گا۔ اس کے بعد منشی صاحب نے بھی ان کو سمجھایا۔ لیکن جس طرح سال گزشتہ میں نے بیان کیا تھا۔ یہ میر عباس علی کی شامت اعمال تھی کہ اب ان کی واپسی کا وقت گزر چکا تھا۔

اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق مجھے یاد ہے کہ حضرت بانی سلسلہ کو اکثر یہ خواہش رہتی تھی کہ مولوی صاحب راہ راست پر آ جائیں۔ اس ضمن میں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام جماعت الثانی بٹالہ تشریف لے گئے اور دوستوں کے علاوہ شیخ یعقوب علی صاحب بھی آپ کے ساتھ تھے انہوں نے قیام گاہ کے قریب ہی مولوی محمد حسین صاحب کو پھرتے دیکھا تو آ کر حضرت امام جماعت سے ذکر کیا۔ آپ نے شیخ صاحب کو فرمایا۔ کہ آپ کسی طرح ان کو یہاں لے آئیں شیخ یعقوب علی صاحب مولوی محمد حسین صاحب سے پرانے ملنے والے تھے بے تکلفی سے انہیں اپنے ساتھ کوٹھی میں لے آئے۔ لیکن جونہی مولوی صاحب کو پتہ لگا کہ حضرت امام جماعت الثانی وہاں موجود ہیں۔ دوسری طرف سے نکل بھاگے شیخ صاحب نے بے تکلفی سے کہا مولوی صاحب اب تو ایمان لے آئیں۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب کا جواب یہ تھا کہ

"اگر مرزا صاحب زندہ ہوتے تو میں ضرور بیعت کر لیتا۔ اب ان کے بعد نوجوانوں کی کیا بیعت کرنی ہے"۔

ایک اور روایت دوستوں کو سنا کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ حضرت بانی سلسلہ کی زندگی میں میں نے بارہا محسوس کیا ہے کہ آپ اپنے پاس آنے والے مہمانوں اور دوستوں کو زیادہ سے زیادہ دیر تک ٹھہرنے اور قیام کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ متعدد پرانے رفقاء مثلاً حضرت منشی روڑے خاں صاحب، حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب، حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی۔ حضرت مفتی محمد صادق

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا عبدالباسط شاہد

تحریکِ جدید - پسِ منظر

ہمارے پیارے امام نے بیت الفضل لندن میں اپنے 31 اکتوبر کے روح پرور خطبہ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔ تحریک جدید جماعت احمدیہ کے اخلاص و پیار۔ عقیدت و محبت دعوت و اشاعت اور مالی قربانیوں کا ایک نہایت خوشکن درخشندہ باب ہے۔

اس غیر معمولی تحریک کی اہمیت اور قدرو قیمت کو ذھن نشین رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا تاریخی پس منظر بھی ہمارے سامنے رہے۔ اس تحریک کے بانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد امام جماعت ثانی تحریک کی ابتدا اور آغاز کی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یہ تحریک ایسی تکلیف کے وقت میں شروع کی گئی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کی ساری طاقتیں جماعت احمدیہ کو مٹانے کے لئے جمع ہو گئی ہیں۔ ایک طرف احرار نے اعلان کر دیا کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کو مٹانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور وہ اس وقت تک سانس نہ لیں گے جب تک مٹا نہ لیں دوسری طرف جو لوگ ہم سے ملنے جلنے والے تھے اور بظاہر ہم سے محبت کا اظہار کرتے تھے انہوں نے اپنے پوشیدہ بغض نکالنے کے لئے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سینکڑوں اور ہزاروں روپوں سے ان کی امداد کرنی شروع کر دی اور تیسری طرف سارے ہندوستان نے ان کی پیٹھ ٹھونکی۔ یہاں تک کہ ہمارا ایک وفد گورنر پنجاب سے ملنے کے لئے گیا تو اسے کہا گیا کہ تم لوگوں نے احرار کی اس تحریک کی اہمیت کا اندازہ نہیں لگایا۔ ہم نے محکمہ ڈاک سے پتہ لگایا ہے۔ پندرہ سو روپے روزانہ ان کی آمدنی ہے۔ (اس زمانہ میں پندرہ سو روپے یقیناً ایک خطیر رقم تھی۔ ناقل) تو اس وقت گورنمنٹ انگریزی نے بھی احرار کی فتنہ انگیزی سے متاثر ہو کر ہمارے خلاف ہتھیار اٹھالئے اور یہاں کئی بڑے افسر بھیج کر..... احرار کا جلسہ کروایا گیا"۔

(تقریر فرمودہ 27 دسمبر 1943ء)

"تحریک جدید کے پیش کرنے کے موقع کا انتخاب ایسا اعلیٰ انتخاب تھا جس سے بڑھ کر اور کوئی اعلیٰ انتخاب نہیں ہو سکتا اور خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی زندگی میں جو خاص کامیابیاں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں ان میں ایک اہم کامیابی تحریک جدید کو عین وقت پر پیش کر کے مجھے حاصل ہوئی اور یقیناً۔ میں سمجھتا ہوں۔ جس وقت میں نے یہ تحریک کی وہ میری زندگی کے خاص مواقع میں سے ایک موقع تھا اور میری زندگی کی ان بہترین گھڑیوں میں سے ایک گھڑی تھی جبکہ مجھے اس عظیم الشان کام کی بنیاد رکھنے کی توفیق ملی۔ اس وقت جماعت کے دل ایسے تھے جیسے چلتے گھوڑے کو جب روکا جائے تو اس کی کیفیت ہوتی ہے"۔

(الفضل 8 فروری 36ء)

پس جماعت کو اپنی ترقی اور عظمت کے لئے اس تحریک کو سمجھنا اور اس پر غور کرنا نہایت ضروری ہے..... یہ تحریک بھی..... پہلے مخفی تھی مگر جب اس پر غور کیا گیا تو یہ اس قدر تفصیلات کی جامع نکلی کہ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے زمانے کے لئے اس میں اتنا مواد جمع کر دیا ہے کہ اصولی طور پر اس میں وہ تمام باتیں آگئی ہیں جو کامیابی کے لئے ضروری ہیں۔

(الفضل 26 فروری 61ء)

اس تحریک کی افادیت اور مخفی حکمتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"تحریک جدید ایک ہنگامی چیز کے طور پر میرے ذہن میں آئی تھی اور جب میں نے اس تحریک کا اعلان کیا ہے اس وقت خود مجھے بھی اس تحریک کی کئی حکمتوں کا علم نہیں تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک نیت اور ارادہ کے ساتھ میں نے یہ سکیم جماعت کے سامنے پیش کی تھی کیونکہ واقعہ یہ تھا کہ جماعت کی ان دنوں حکومت کے بعض افسروں کی طرف سے شدید ہتک کی گئی تھی اور سلسلہ کا وقار خطرے میں پڑ گیا تھا۔ پس میں نے چاہا کہ جماعت کو اس خطرہ سے بچاؤں مگر بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی رحمت انسانی قلب پر تصرف کرتی ہے اور روح القدس اس کے تمام ارادوں اور کاموں پر حاوی ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں میری زندگی میں یہ ایسا ہی واقعہ تھا...... اور ایک نئی سکیم۔ ایک دنیا میں تغیر پیدا کرنے والی سکیم میرے دل پر نازل کر دی اور میں دیکھتا ہوں کہ میری تحریک جدید کے اعلان سے پہلے کی زندگی اور بعد کی زندگی میں زمین و آسمان کا فرق ہے...... پہلے کوئی معین سکیم میرے سامنے نہیں تھی جس کے قدم قدم کے نتیجہ سے میں واقف ہوں اور میں کہہ سکوں کہ اس اس رنگ میں ہماری جماعت ترقی کرے گی مگر اب میری حالت ایسی ہی ہے کہ جس طرح انجینئر ایک عمارت بناتا ہے اور اسے یہ علم ہوتا ہے کہ یہ عمارت کب ختم ہو گی اس میں کہاں کہاں طاقچے رکھے جائیں گے کتنی کھڑکیاں ہوں گی۔ کتنے دروازے ہوں گے۔ کتنی اونچائی پر چھت پڑے گی اسی طرح دنیا کی (روحانی) فتح کی منزلیں اپنی بہت سی تفاصیل اور مشکلات کے ساتھ میرے سامنے ہیں۔ دشمنوں کی بہت سی تدبیریں میرے سامنے بے نقاب ہیں۔ اس کی کوششوں کا مجھے علم ہے اور یہ تمام امور ایک وسیع تفصیل کے ساتھ میری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں تب میں نے سمجھا کہ یہ واقعہ اور فساد خدا تعالیٰ کی خاص حکمت نے کھڑا کیا تھا تا وہ ہماری نظروں کو اس عظیم الشان مقصود کی طرف پھرا دے جس کے لئے اس نے (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) کو بھیجا..... میں دیکھ رہا ہوں کہ سلسلہ کو کس رنگ میں نقصان پہنچایا جائے گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ سلسلہ پر کیا کیا حملہ کیا جائے گا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے ان حملوں کا کیا جواب دیا جائے گا۔ ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذھن میں موجود ہے"

(الفضل 7 اپریل 39ء)

19 اکتوبر 1934ء کے خطبہ میں اس عظیم الشان تحریک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امام جماعت الثانی فرماتے ہیں۔

"سات یا آٹھ دن تک اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی اور توفیق بخشی تو میں ایک نہایت ہی اہم اعلان جماعت کے لئے کرنا چاہتا ہوں.... اس اعلان کی ضرورت اور وجوہ بھی میں اس وقت بیان کروں گا لیکن اس سے پہلے میں آپ لوگوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ احمدی کہلاتے ہیں۔ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی چنیدہ جماعت ہیں۔.... آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آپ نے اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کر رکھے ہیں اور آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان تمام قربانیوں کے بدلے اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے جنت کا سودا کر لیا ہے یہ دعویٰ آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر دہرایا..... یہ ایک معمولی اعلان نہیں بلکہ اعلان جنگ ہو گا ہر اس انسان کے لئے جو اپنے ایمان میں ذرہ بھر بھی کمزوری رکھتا ہے۔ یہ اعلان جنگ ہو گا ہر اس شخص کے لئے جس کے دل میں نفاق کی کوئی بھی رگ باقی ہے۔ لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے تمام افراد.... سوائے چند لوگوں کے سچے (ایماندار) ہیں اور اس دعویٰ پر قائم ہیں جو انہوں نے بیعت کے وقت کیا اور اس دعویٰ کے مطابق جس قربانی کا بھی ان سے مطالبہ کیا جائے گا اسے پورا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے"۔

(الفضل 23 اکتوبر 34ء)

تاریخ لجنہ جلد اول

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کا تاریخی سفر

حضرت امام جماعت الثانی یکم اکتوبر 1938ء کو سندھ تشریف لے گئے وہاں سے کراچی۔ کراچی سے بمبئی۔ بمبئی سے حیدر آباد دکن۔ حیدر آباد دکن سے آگرہ۔ دہلی ہوتے ہوئے 29۔ اکتوبر کو قادیان واپس تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ اس سفر میں عاجزہ (حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ ناقل) حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور صاحبزادی امتہ القیوم صاحبہ تھیں۔ یہ وہی مبارک سفر تھا جس میں حضرت امام جماعت الثانی پر بہت سے روحانی انکشافات ہوئے اور جن کے متعلق آپ نے "سیر روحانی" کے نام سے لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا جو 1938ء سے 1958ء تک وقفوں سے جاری رہا ہے۔ آپ کی یہ تقاریر تین جلدوں میں شائع ہوئیں۔ جب دوسری جلد کے لئے مکرمی مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب، حضرت صاحب کی خدمت میں پیش لفظ لکھوانے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے اس پر جو نوٹ دیا اس میں اس کتاب کو عاجزہ کے نام معنون کیا۔ حضرت صاحب نے تحریر فرمایا:-

میں اس کتاب کو مریم صدیقہ کے نام معنون کرتا ہوں کیونکہ انہی کو حیدر آباد دکھانے کے لئے یہ سفر اختیار کیا گیا تھا جس میں یہ مضمون خدا تعالیٰ کے فضل سے کھلا ہے۔ گو اس سفر میں میری ہمشیرہ عزیزہ مبارکہ بیگم بھی ساتھ تھیں اور میری لڑکی عزیزہ امتہ القیوم بیگم بھی ساتھ تھیں۔ مگر اصل میں یہ سفر مریم صدیقہ کو ہی حیدر آباد دکھانے کے لئے اختیار کیا گیا تھا۔ جہاں انکے بہت سے رشتہ دار ہیں۔ چونکہ میں چاہتا ہوں کہ اس کتاب کا ثواب ہمیشہ ان کو پہنچتا رہے، زندگی میں بھی اور زندگی کے بعد بھی (-) مرنے والے تک صدقہ اور دعا ہی پہنچتے ہیں اس لئے اس کتاب کا سارا خرچ میں مریم صدیقہ کی طرف سے دوں گا تا کہ جو لوگ اس کتاب کو پڑھ کر فائدہ اٹھائیں وہ ان کے لئے دعا کریں۔ اور جتنی جلدیں مفت شائع کی جائیں ان کے صدقہ کا ثواب ان کو تا ابد پہنچے۔

پس میں شرکت (-) کو ہدایت کرتا ہوں کہ چونکہ اس کی طباعت کا سب خرچ میں مریم صدیقہ کی طرف سے دوں گا تمام کتب میں سے دو سو کتابیں غریب مستحقین کو 1/8 قیمت پر دیں۔ اور ایسے لوگوں کو دی جائیں جو اس دیباچہ کے پڑھنے اور پڑھوانے کا اور دعا کا وعدہ کریں۔ اور پانچ سو کتاب نصف قیمت پر مستحقین کو تقسیم کریں اور باقی کتابوں کی جو قیمت آئے اور جو سب کتابوں کا نفع آئے اس کا نام مریم صدیقہ فنڈ رکھ کر ہمیشہ ہمیش کے لئے (دینی) لٹریچر شائع کرتے جائیں اور اس صدقہ جاریہ کو عملاً جاری رکھا جائے۔

مرزا محمود احمد
(امام جماعت احمدیہ الثانی)
17- اپریل 1956ء

ooo

بقیہ صفحہ 3

میں جنبہ داری کا مادہ پیدا کرنے والی ہو۔ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھے تو وہ یہ نہ دیکھیں کہ ہماری دوستیاں کن لوگوں سے ہیں اور ہمارے اس جواب کا ان پر اثر کیا پڑے گا۔ بلکہ وہ صرف یہ دیکھیں کہ خدا (نے کلام الہی) میں کیا لکھا ہے۔ جب ایسے آدمی کسی قوم میں پیدا ہو جائیں تو پھر وہ قوم آدمیوں کی محتاج نہیں رہتی بلکہ براہ راست خدائی نصرت کے نیچے آجاتی ہے۔ کسی انسان کی موت سے اس کی موت وابستہ نہیں ہوتی۔ کسی انسان کی بیماری سے اس کی بیماری وابستہ نہیں ہوتی۔ کسی انسان کے فقدان سے اس کا فقدان وابستہ نہیں ہوتا وہ ہر میدان میں اور ہر قسم کے کاموں میں اور مقابلوں میں قائم رہتی ہے۔ جیتتی ہے اور بڑھتی ہے۔ کیونکہ اس میں زندگی کا بیج ہوتا ہے۔ اور جس میں زندگی کا بیج ہو اسے کوئی مار نہیں سکتا۔ جس طرح خدا نے جس میں موت کا بیج پیدا کر دیا ہو اسے کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوپی چند نارنگ۔

املاءنامہ - ہمزہ

جرأت، تأثر، مورّخ، موثر عربی میں ان الفاظ پر ہمزہ لکھا جاتا ہے۔ اگر عربی املا کی تقلید کرتے ہوئے ایسے الفاظ پر ہمزہ لکھا جائے (جیسے جرأت، تأثر، تأسف، تأمل، مؤرّخ) تو اسے اردو میں غلط نہ سمجھا جائے۔ لیکن ہماری سفارش یہ ہے کہ یہ لفظ اردو میں چونکہ بیشتر ہمزہ کے بغیر لکھے جاتے ہیں، انہیں ہمزہ کے بغیر لکھنا بھی صحیح سمجھا جائے۔

جُرات تاثّر تاسّف مُتاثّر

مُورّخ مُتاہل تامّل موثّر

موذّن مودّب مونّث

ہمزہ اور واؤ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے افعال آؤ، جاؤ اور حاصل مصدر بناؤ (سنگھار) اور (رکھ) رکھاؤ کے تلفظ میں فرق کیا ہے اور حاصل مصدر بناؤ، رکھاؤ وغیرہ کو ہمزہ کے بغیر لکھنے کی سفارش کی ہے۔ ہماری رائے ہے کہ ہندی میں تو بے شک ایسے لفظ آخری واؤ سے بولے جاتے ہیں، لیکن اردو بول چال میں افعال آؤ، جاؤ، پاؤ، کھاؤ اور حاصل مصدر بناو، پاو (سیر) رکھاو، بچاو ایک ہی طرح بولے جاتے ہیں، یعنی ان سب میں دوہرے مصوّتے کی آواز آتی ہے۔ اس لئے ان کا فرق غیر ضروری ہے اور یہی چلن بھی ہے۔ چنانچہ ایسے تمام لفظوں میں ہمزہ لکھنا چاہئے۔

اسما : الاؤ اودبلاؤ پلاؤ تاؤ چاؤ

راؤ گاؤ باؤ گولا گھماؤ

حاصل مصدر: بچاؤ پتھراؤ بہاؤ دباؤ

گھماؤ پھراؤ الجھاؤ چھڑکاؤ چناؤ

جھکاؤ سمجھاؤ بناؤسنگار بھاؤ تاؤ

گھاؤ جماؤ (جماؤ اور جماؤ حاصل مصدر کی آواز میں کوئی فرق نہیں)

امر: امر کی سب شکلیں ہمزہ کے ساتھ صحیح ہیں:

آؤ جاؤ لاؤ کھاؤ اڑاؤ

ہمزہ یا ی ہمزہ کے سلسلے میں ایک بڑی دقت یہ ہے کہ چاہیے میں ہمزہ کیوں نہیں لکھنا چاہئے اور جائیے میں کیوں لکھنا چاہئے، یا گئی، گئے اور گئی کو تو ہمزہ سے لکھا جاتا ہے، لیکن کیے، لیے اور دیے کو ہمزہ سے کیوں نہ لکھا جائے؟ واقعہ یہ ہے کہ کسرے اور اعلان کی ی (نیم مصوّتہ ی) کا مخرج ساتھ ساتھ ہے۔ چنانچہ چاہ+یے 'ل یے' دیے میں بالترتیب ہ 'ل اور د' کے زیر کے بعد دوسرے مصوّتے تک جانے سے پہلے زبان ی کے مخرج سے گزرتی ہے، جس سے ی کا شائبہ پیدا ہو جانا لازمی ہے۔ اس کے برعکس ک+ی، گ+ے، گ+ی میں کسرہ نہیں بلکہ زبر ہے۔ اس لئے ی کے شائبے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ان میں دو مصوتے ساتھ ساتھ آئے ہیں، اور یہ طے ہے کہ جہاں دو مصوتے ساتھ ساتھ آئیں، وہاں ہمزہ لکھنا چاہئے:

اب اس سلسلے میں اصول یہ ہوا:

(1) اگر حرف ماقبل مکسور ہے تو ہمزہ نہیں آئے گا، ی لکھی جائے گی، جیسے:

کیے دیے لئے جیے سنے چاہیے

فعل کی تعظیمی صورتیں دیکھئے، لیجے اسی اصول کے تحت ی سے لکھی جائیں گی:

دیجیے لیجیے کیجیے اٹھیے

بولیے بیٹھیے کھولیے تولیے

(2) باقی تمام حالتوں میں ہمزہ لکھا جائے گا:

وہ تمام فعل جن کے مادے کے آخر میں الف یا واؤ آتا ہے، اس اصول کے تحت ہمزہ سے لکھے جائیں گے۔ ان میں ایک حرف علت تو مادے کا، دوسرا تعظیمی لاحقے ِایے کا (فرمائیے، جائیے) مل کر اپنی اپنی آواز دیتے ہیں، اس لیے ہمزہ کے استعمال کا جواز پیدا ہو جاتا ہے:

فرمائیے جائیے آئیے کھوئیے سوئیے

اسی طرح گئے، گئی، نئے میں یائے سے پہلا حرف مفتوح ہے۔ چنانچہ ان لفظوں کو بھی ہمزہ سے لکھنا صحیح ہے۔

ہمزہ اور ے ذیل کے الفاظ میں الف اور یا ے دوہرے مصوتے کے طور پر بولے جاتے ہیں، اس لئے ان میں ہمزہ لکھنا صحیح ہے:

گائے (اسم) گائے (گانا سے)

پائے (اسم) پائے (پانا سے)

رائے (سوہن لال) یا رائے (بہادر) یا رائے صاحب۔ چائے

(اردو بول چال میں گائے (اسم) اور گائے (مضارع گانا سے) کے تلفظ میں کوئی فرق نہیں)

ذیل کے لفظ بھی بالعموم دوہرے مصوّتے سے بولے جاتے ہیں، اس لیے ان کو بھی ہمزہ سے لکھنا مناسب ہے:

جائے بجائے سوائے

نائے سرائے رائے (عامہ)

واؤ یائے

آزمائش، نمائش فارسی کے وہ حاصل مصدر جن کے آخر میں ش ہوتا ہے، اردو میں دوہرے مصوتے کے ساتھ بولے جاتے ہیں۔ اس لئے ان کو ہمزہ سے لکھنا صحیح ہے۔ فارسی میں البتہ آزمایش، نمایش لکھنا مناسب ہے، لیکن اردو میں انکے تلفظ میں ی کی آواز کا شائبہ تک نہیں۔ اردو میں ان کو ی سے لکھنے پر اصرار کرنا محض فارسی کی نقالی ہے۔ اردو میں ان الفاظ کو ہمزہ سے لکھنا ہی صحیح ہے، اور چلن بھی یہی ہے:

آزمائش نمائش آسائش ستائش

اسی طرح ذیل کے الفاظ کا املا بھی ہمزہ سے مرجح ہے:

آئندہ نمائندہ پائندہ نمائندگی سائل

شائع شائق قائم دائم مائل

وغیرہ کو ی سے غلط لکھا جاتا ہے۔ ان کا صحیح املا ہمزہ ہی سے ہے۔

ہمزہ اور اضافت ہمزہ اور اضافت کے تین نہایت آسان اصول درج کیے جاتے ہیں جو لفظوں کی تمام صورتوں کو حاوی ہیں:

(1) اگر مضاف کے آخر میں ہائے خفی ہے تو اضافت ہمزہ سے ظاہر کرنی چاہئے:

خانۂ خدا۔ جذبۂ دل۔ نغمۂ فردوس۔ نالۂ شب

نشۂ دولت جلوۂ مجاز تشنۂ کربلا نذرانۂ عقیدت

(2) اگر مضاف کے آخر میں الف، واؤ یا یائے ہے تو اضافت ئے سے ظاہر کرنی چاہئے:

اردوئے معلی۔ صدائے دل۔ نوائے ادب

کوئے یار۔ بوئے گل۔ دعائے سحری

دنیائے فانی۔ گفتگوئے خاص

بعض حضرات ایسی ترکیبوں میں ہمزہ استعمال نہیں کرتے۔ لیکن درحقیقت مضاف اور مضاف الیہ یا موصوف اور صفت کی درمیانی آواز جو مختصر مصوتہ ہے، وہ ماقبل کے طویل مصوتے (الف یا واؤ) سے مل کر دوہرا مصوّتہ بن جاتا ہے۔ اصول ہے کہ جہاں دوہرا مصوتہ ہو گا وہاں ہمزہ لکھا جائے گا۔ چنانچہ ایسی ترکیبوں میں ہمزہ لکھنے کا جو چلن ہے، اسے جائز سمجھنا چاہئے۔ (البتہ فارسی کا معاملہ الگ ہے۔ فارسی میں نوای ادب، بوی گل لکھنا صحیح ہے)۔

ی یا ے پر ختم ہونے والے الفاظ بھی اسی طرح ہمزہ سے مضاف ہوں گے کیونکہ یہ بھی دوہرے مصوتے سے بولے جاتے ہیں:

شوخیٔ تحریر۔ زندگیٔ جاوید۔ رنگینیٔ مضمون

مئے رنگین۔ رائے عامہ۔ سرائے فانی

تنگ نائے غزل۔ والیٔ ریاست۔ گیسوئے شب

(3) باقی تمام حالتوں میں اضافت کسرے سے ظاہر کی جائے گی، جیسے:

(الف) مصمتوں یعنی حرف صحیح پر ختم ہونے والے الفاظ:

دلِ دردمند۔ دامِ موج۔ گلِ نغمہ آہِ نیم شبی

ماہِ نو لذتِ تقریر نقشِ فریادی۔ دستِ صبا

دودِ چراغ محفلِ حسن توبہ شکن۔ شمعِ روشن۔ طبعِ رسا

شعاعِ زریں نفعِ بے بہا

(ب) نیم مصوّتہ واؤ پر ختم ہونے والے الفاظ:

ذیل کے الفاظ جب مضاف ہوتے ہیں تو آخری واؤ چونکہ نیم مصوتے کے طور پر ادا ہوتی ہے، اس لئے ایسے الفاظ میں اضافت کو کسرے سے ظاہر کرنا چاہئے:

پرتوِ خیال۔ جزوِ بدن ہجوِ ملیح۔ عفوِ بندہ نواز

(ج) ہمزہ جزوِ آخر:

درج ذیل الفاظ جن میں ہمزہ لفظ کے آخر میں آتا ہے، ان میں اضافت کو ہمزہ کے بعد کسرہ لگا کر ظاہر کرنا مناسب ہے:

سوءِ ظن۔ مبدءِ اول

سوءِ ہضم۔ سوءِ ادب

لیکن سوئے ظن، سوئے ہضم، سوئے ادب وغیرہ کو غلط نہ سمجھا جائے۔

ہمزہ اور واؤ عطف عطف کے واؤ پر کسی بھی صورت میں ہمزہ نہیں لکھا جاتا:

وفا و جفا۔ ہوا و ہوس۔ زندگی و موت

مے و جام۔ سادہ و پرکار۔ شمع و پروانہ

ہوا (ہونا کا ماضی) دو مصوّتے ساتھ ساتھ ہیں (و+ا)۔ قدیم املا میں ہمزہ ملتا ہے لیکن اب رائج نہیں۔ اس لئے اس لفظ کا صحیح املا بغیر ہمزہ کے مان لینا چاہئے۔

○○○

یادرفتگان

محمد نواز مومن

میاں اللہ یار خاں بھٹی

میاں اللہ یار خاں بھٹی کوٹ شاہ عالم تھانہ پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد کے رہنے والے تھے۔ ہمارا گاؤں کوٹ بدرالدین ان کے گاؤں سے چار فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ دونوں دیہاتوں کی زمینوں کا پانی بھی اکٹھا تھا۔ بلکہ ان دیہاتوں کے آباد ہونے سے پہلے بھی ہمارے بزرگ پنڈی بھٹیاں سے تین میل دور ایک گاؤں (بدر علی) جو بے آباد ہو چکا ہے میں اکٹھے رہتے تھے۔ پھر قومی بھائی ہونے کی وجہ سے ہمارے خاندان سے اچھے تعلقات تھے۔ اس وجہ سے میں میاں اللہ یار خاں بھٹی کو بچپن سے جانتا ہوں۔ پھر احمدی ہونے کے بعد تو میں ان کے زیادہ قریب ہو گیا اور جب بھی میں ربوہ سے اپنے گاؤں جاتا ان کے ملنے کے لئے ضرور جاتا اور وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ گلے لگاتے۔ سر اور ماتھے پر پیار سے بوسہ دیتے۔

ہمارے علاقہ پنڈی بھٹیاں میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کی توفیق میاں مراد صاحب کو ملی۔ اس کے بعد ان کے بھائیوں فضل احمد صاحب، میاں احمد دین صاحب اور میاں مولا بخش صاحب کو ملی۔ یہ سب ایک دوسرے سے بڑھ کر احمدیت کے شیدائی تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ علاقہ کے غریب لوگوں میں شامل تھے اس وجہ سے قبول احمدیت اور دعوت الی اللہ کے راستے میں انہوں نے بہت تکالیف اٹھائیں۔ لیکن ان کی کوششیں رائیگاں نہ گئیں۔

میاں اللہ یار خاں صاحب بھٹی ان بزرگوں کی دعوت الی اللہ سے احمدی ہوئے تھے وہ بتایا کرتے تھے کہ قیام پاکستان سے پہلے وہ میاں احمد دین صاحب کے ساتھ قادیان گئے۔ میں قادیان کے لوگوں کی عبادت اور اخلاق سے بہت متاثر ہوا۔ اور امام جماعت حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کی شخصیت سے متاثر ہو کر احمدیت قبول کی۔ پھر جب میں واپس آیا تو میری پہلی اہلیہ کے تین بیٹوں میاں عاشق حسین، میاں نذر حسین اور میاں محمد نواز صاحب نے بھی احمدیت قبول کی۔ میاں اللہ یار خاں صاحب بھٹی اپنے دیہات کے بڑے آدمیوں میں سے تھے۔

میاں اللہ یار خاں صاحب بھٹی احمدیت قبول کرنے کے بعد احمدیت کے رنگ میں رنگین ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چکے تھے۔ عبادات کے پابند تھے۔ آخر شب کی عبادت بھی ادا کرتے تھے۔ اور وصیت بھی کی تھی جو انہوں نے اپنی زندگی میں ادا کردی تھی۔ تلاوت کے شیدائی تھے۔

میاں اللہ یار خاں صاحب تقریباً ایک سال قبل گرے۔ اور ٹانگ ٹوٹ جانے کی وجہ سے ایک سال تک صاحب فراش رہے۔ لیکن ایسی حالت میں بھی جو ان کے پاس جاتا دعوت الی اللہ کرتے۔ اور بہت اخلاق سے پیش آتے۔ میاں صاحب 91 سال کی عمر میں یکم ستمبر 1997ء کو فوت ہوئے۔ اسی دن ان کا جنازہ ربوہ لایا گیا عشاء کے بعد بیت المبارک میں ان کا جنازہ پڑھایا گیا اور رات دس بجے ان کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

○○○

بقیہ صفحہ 4

صاحب اور اسی طرح کئی اور دوستوں کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں کہ وہ جب آتے اور واپس جانے لگتے۔ تو آپ انہیں مزید ٹھہرنے کا ارشاد فرماتے چنانچہ ایسے دوست اور زیادہ قیام کرتے اور حضرت صاحب کے فیض صحبت سے مالا مال ہوتے۔ یہ امر جہاں آپ کی شفقت و محبت کی دلیل ہے۔ جو حضرت بانی سلسلہ کو اپنے خدام اور مخلصین سے تھی۔ وہاں دراصل اس خواہش اور کوشش کی بھی شاہد ہے۔ جو حضرت صاحب اپنے خدام کے اندر ایک روحانی تغیر پیدا کرنے کے لئے کر رہے تھے روحانی تغیر اور ایمان کے اعلیٰ مدارج تک پہنچنے کے لئے صرف کتابیں اور لٹریچر اور تقاریر کافی نہیں۔ بلکہ وہ مقام جو کسی مامور من اللہ یا کسی برگزیدہ خدا کے فیض نظر سے ایک لمحہ میں کسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے۔ ناممکن ہے کہ وہ سینکڑوں سالوں میں بھی ہزاروں علمی کتابوں کے پڑھنے اور سننے سے حاصل ہو سکے۔ امام اور مرکز سے دلی لگاؤ دراصل ایمان کو ترقی دینے کے لئے دو بڑے اہم اسباب ہیں۔ اور ہماری جماعت کے دوستوں کو ان دونو کی اہمیت یقیناً پہلے سے بہت بڑھ کر محسوس کرنی چاہئے آج کل مادیت کی لہریں پھر زور سے سر اٹھا رہی ہیں اور دنیا داری کے خیالات خصوصاً نوجوان نسلوں کے اذہان میں پرورش پانا شروع ہو گئے ہیں۔ ان دونوں کا مؤثر علاج یہ ہے کہ امام جماعت' نظام جماعت اور مقام جماعت یعنی مرکز سے گہری وابستگی اور دلبستگی پیدا کی جائے اور ان کے لئے دلوں میں ایک خاص محبت کا جوش لہریں مارنا شروع کردے۔۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر میسر نہیں آتیں۔ تاہم اس کے فضل کے جذب کرنے کے لئے بھی کچھ نہ کچھ کوشش اور ہمت کی ضرورت ضرور ہے۔

جماعت کے دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر ان چیزوں کو خاص طور پر پیدا کرنے کو کوشش کریں۔ اور یہ کوشش صرف اپنے تک محدود نہ رکھیں کہ یہ صاحب ایمان کی صحیح شان کے خلاف ہے۔ بلکہ اسے دوسروں تک بھی وسیع کریں اور خصوصاً بڑی عمر کے وہ لوگ جنہوں نے روحانی تجارب اور ثمرات سے زیادہ حصہ پایا ہے۔ وہ نوجوانوں اور آئندہ نسلوں کے لئے اس سلسلہ میں عملی نمونہ پیش کریں۔ امام کے وجود اور مرکز سے افراد کی محبت اور وابستگی ہی دراصل مادیت کے تند و تیز طوفانوں میں انسانی ایمان کو محفوظ رکھنے والی کشتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ ہم سب کا خود حافظ و ناصر ہو۔ ہمارا انجام بخیر کرے اور ہمیں اور ہماری آئندہ تمام نسلوں کو ہمیشہ حق و صداقت اور نیکی اور تقویٰ شعاری پر قائم رکھ کر ان انعامات سے نوازتا رہے۔ جو اس نے اپنی عالی بارگاہ میں ایسے لوگوں کے لئے مقدر کر رکھے ہیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

○○○

بقیہ صفحہ 1

کر کے یا ایسی برائی اس میں ڈھونڈ کر جو اس میں ہے ہی نہیں اور بیان کر کے یا برائی ڈھونڈ کر جو اس میں ہے پھر اس کی تشہیر کر کے جو کام تم کرو گے وہ حسد کے نتیجے میں ہے اور (کلام الٰہی) تم کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔

پھر فرمایا۔ حسد نہ کرو دشمنی نہ رکھو۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے حسد پہلے بھی کھل کر بیان کر چکا ہوں' حسد بنیادی طور پر کسی دشمنی کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اور یہ مزید پہچان ہے کہ ہمارے تعلقات کیسے ہیں۔ اگر کسی کی کوئی خوبی' اس کو خدا کی کوئی عطا' کسی انسان کو تکلیف دیتی ہے تو اس کے نتیجے میں حسد تو پیدا ہو گا۔ مگر حسد پہچان ہے دشمنی کی۔ ایسا شخص اس کا بھائی نہیں ہے۔ بھائی کہلاتا بھی ہے تو بھائی والی محبت دل میں موجود نہیں۔ بلکہ بنیادی طور پر اس سے کچھ عداوت ہے۔ تو فوراً فرمایا حسد نہ کرو۔ دشمنی نہ رکھو۔

(از خطبہ 25۔ نومبر 1994ء)

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

بدھ 12-نومبر 1997ء

12-00 رات- جرمن سروس-
1-00 اردو کلاس-
2-00 اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات-
3-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس-
4-00 فرنچ زبان سیکھئے-
4-30 حکایات شیریں-
5-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر-
6-00 لقاء مع العرب-
7-00 طبی معاملات- "بلڈ ٹرانسفیوژن" (پروگرام ۱) مہمان- ڈاکٹر اکرم وقار صاحب- میزبان- ڈاکٹر سہیل احمد صاحب-
8-00 اردو کلاس-
9-00 فرنچ زبان سیکھئے-
10-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس-
11-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر-
12-00 سواحیلی پروگرام-
12-30 احمدیہ ٹیلی ویژن- ورائٹی-
1-30 اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات-
2-00 لقاء مع العرب-
3-00 اردو کلاس-
4-00 سیرت رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ-
5-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 عربی زبان سیکھئے-
6-00 انڈونیشین پروگرام-
7-00 بنگالی پروگرام-
7-45 ترجمہ کلام الٰہی کلاس-
9-00 لقاء مع العرب-
10-00 فرنچ پروگرام-
11-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر- حضرت صاحب سے ملاقات-

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری انصر احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ کی ٹانگ کی شریانیں موٹر سائیکل کے ذریعہ ایکسیڈنٹ ہونے پر کٹ گئی ہیں۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ مکمل صحت کے لئے احباب دعا کریں۔

○ مکرم شریف الرحمان صاحب آف جرمنی ابن مکرم چوہدری عبدالرحمان صاحب (وفات یافتہ) کا دل کا بائی پاس اپریشن ہوا تھا۔ جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔ احباب سے مکمل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم شیخ ماموں احمد صاحب سیکرٹری تربیت حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور دل کی تکلیف کی وجہ سے شیخ زید ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ عزیز عطاء المومن منگلا راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ایک طویل عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم عبدالحمید صاحب آصف ایم اے مورخہ 2 نومبر 1997ء بروز اتوار بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں آپ کا جنازہ تین نومبر کو بعد عصر بیت المبارک میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے پڑھایا اور قبر تیار ہونے پر مکرم مولانا عزیز الرحمان صاحب خالد نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے۔

○ مکرم شیخ محمد الطاف حسین صاحب جو حیدر آباد دکن کے رہنے والے تھے 13۔ اکتوبر 1997ء کو سیالکوٹ میں وفات پا گئے۔ موصوف موصی تھے ان کی میت 13۔ اکتوبر کی شام کو ربوہ پہنچی۔ اگلے روز بعد فجر بیت مبارک میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے جنازہ پڑھایا۔ اور پھر بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ تدفین کے بعد مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب صدر محلہ دارالعلوم غربی (ب) نے دعا کروائی۔

○ مکرم عبدالستار صاحب راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ 26- اکتوبر 1997ء کو وفات پا گئے۔ آپ مکرم نور محمد صاحب (وفات یافتہ) سابق امیر جماعت احمدیہ علی پور ضلع مظفر گڑھ کے بیٹے تھے۔ آپ کی عمر 73 سال تھی۔ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں ان کا جنازہ مکرم بشیر احمد صدیقی صاحب سیکرٹری اصلاح و ارشاد حلقہ نے پڑھایا اور ربوہ میں عام قبرستان میں دفن کیا گیا۔ احباب کرام سے ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان داخلہ

○ ہمدرد انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی اور عثمان انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کراچی نے مندرجہ ذیل پروگرام میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں-

(۱) انفارمیشن ٹیکنالوجی (۲) الیکٹرانکس (۳) کمپیوٹر سسٹم

کم از کم تعلیمی معیار میں انٹرمیڈیٹ ہونا لازمی ہے۔ داخلہ سے قبل رجحان ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہو گا۔ داخلہ فارم مندرجہ ذیل سے 20- نومبر 97ء تک دستیاب ہیں-

ا۔ ہمدرد انسٹی ٹیوٹ رابطہ فون نمبر 4533447 کراچی۔ (۲) عثمان انسٹی ٹیوٹ بالمقابل سفاری پارک کراچی فون نمبر 4978274 (۳) ہمدرد سنٹر مری روڈ راولپنڈی فون 581149 (۴) ہمدرد سنٹر لٹن روڈ لاہور فون 7354352

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 20- نومبر 97ء ہے۔

(نظارت تعلیم)

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 10- نومبر-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 13 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 22 درجے سنٹی گریڈ

○ سپریم کورٹ آف پاکستان نے قومی بینکوں و مالیاتی اداروں کے اربوں روپے کے قرضوں' سود کی معافی' قواعد سے ہٹ کر قرضوں کی ری شیڈولنگ کے خلاف کئے گئے از خود نوٹس اور علیحدہ علیحدہ دو آئینی درخواستوں پر سٹیٹ بینک آف پاکستان۔ وزارت خزانہ اور تمام مالیاتی اداروں اور بینکوں سے دو ہفتوں کے اندر اندر معاف کرائے گئے قرضوں۔ سود اور ری شیڈول کرائے گئے قرضوں کی تفصیلی تحریری رپورٹیں طلب کرلی ہیں۔ اور قرار دیا ہے کہ یہ تمام کیس مالی بے ضابطگیوں اور قواعد کی خلاف ورزی کے کیس ہیں۔ چیف جسٹس نے کہا کہ قرضوں کی وصولی کے لئے حکومت بینکنگ کورٹس کیوں نہیں بنائی۔ ڈوبتے ہوئے قرضوں کے لئے قانون سازی ہونی چاہئے۔

○ وزیراعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ کشکول توڑنا آج بھی پہلی ترجیح ہے۔ بجلی اتنی مہنگی ہے کہ میرا دل دکھتا ہے۔ دو ہزار روپے تنخواہ پانے والا بارہ سو کا بل کیسے ادا کرے۔ 300 کے بل پر 1200 سرچارج ادا کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں بے پناہ مشکلات ہیں۔ اور دماغ یہ سوچ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ ان مسائل کو کیسے حل کیا جائے گا۔ 26۔ نومبر کو موٹروے کا افتتاح ہو رہا ہے۔ وی آئی پی کارڈ جاری نہیں کر رہے۔ کراچی سے پشاور تک جو بھی میرے ساتھ سفر کرنا چاہے اس کا خیر مقدم کروں گا۔ وزیراعظم نے کہا کہ کچھ کام حکومت کا ہوتا ہے اور کچھ عدالتوں کا کام ہوتا ہے۔ حکومت اپنا فرض ادا کر رہی ہے امید ہے باقی ادارے بھی اپنا فرض ادا کریں گے۔ مرکزیہ مجلس اقبال کی تقریب سے انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علامہ اقبال کے افکار کی روشنی میں پاکستان کو جدید اسلامی فلاحی مملکت میں ڈھالنا چاہئے۔

○ وزیراعظم نے علامہ اقبال میڈیکل کالج کانووکیشن کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سسٹم فرسودہ اور ناکارہ ہو چکا ہے۔ زبردست تبدیلی لانا ہو گی۔ بنیادی تبدیلی کے بغیر پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ ہم دنیا کی ترقی کے ساتھ نہیں چل سکے۔ اور مسائل کے انبار لگ گئے ہیں۔ ادھار لیتے ہیں مگر خرچ خراب طریقے سے کرتے ہیں۔

○ "اقبال پر بہترین تصانیف" 6 مصنفین کو صدارتی اقبال ایوارڈ دیئے گئے۔ پروفیسر منور مرزا' پروفیسر ڈاکٹر افتخار صدیقی' پروفیسر ڈاکٹر معروف' اختر حسین اور عبدالمجید خان کو میڈیل پہنائے گئے۔ رفیق خاور مرحوم کا ایوارڈ ان کی بیوہ عاصمہ حسین نے وصول کیا۔

○ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل عراق کے خلاف فوجی کارروائی کے متعلق جلد فیصلہ کرے گی۔ کوفی عنان نے کہا ہے کہ تین ایلچی بغداد میں عراقی حکام سے بات چیت کرنے کے بعد واپس پہنچ گئے ہیں۔ ان کی رپورٹ کی روشنی میں سلامتی کونسل اپنے فیصلے کرے گی صدر کلنٹن نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کی قرار داد کے مطابق عراق کو اپنے مہلک ہتھیار تیار کرنے والے مراکز کا معائنہ کرانے پر مجبور کرنے کے لئے امریکہ کے پاس فوجی کارروائی سمیت تمام راستے کھلے ہیں۔

○ قطر میں ہونے والی اقتصادی کانفرنس کے بارے میں شام اور لبنان نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ امن دشمن اسرائیل کو مراعات دینا انسان دشمنی کے مترادف ہے۔ یہ کانفرنس اگلے اتوار کو قطر میں ہونے والی ہے۔ کویت کے علاوہ عمان یمن اور اردن ان عرب ممالک میں شامل ہیں جنہوں نے اب تک اس تین روزہ کانفرنس میں شرکت پر رضامندی ظاہر کی ہے۔

○ ایران کے وزیر خارجہ کمال فرازی نے گزشتہ روز سعودی فرمانروا شاہ فہد سے ملاقات کرکے انہیں ایران کے صدر محمد خاتمی کا خط پہنچایا۔ اس مکتوب میں ایرانی صدر نے کہا ہے کہ ایران اور سعودی عرب کے تعلقات کو فروغ ملنا چاہئے۔ ایران کے وزیر خارجہ کمال فرازی نے شہزادہ عبداللہ سے اسلامی سربراہ کانفرنس اور باہمی تعلقات کو فروغ دینے اور عالمی مسائل پر بھی تبادلہ خیال کیا۔

○ طالبان نے مدارس کے نصاب میں "جہاد" کو باقاعدہ شامل کرلیا ہے۔ اب افغانستان میں قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم کے ساتھ فوجی تربیت بھی لازمی ہو گی۔

○ اندرا کانگریس نے واضح کر دیا ہے کہ وہ گجرال حکومت کی حمایت سے دست بردار ہو سکتی ہے۔ جس کا فیصلہ راجیو قتل کیس کی تحقیقاتی رپورٹ پارلیمنٹ میں پیش ہونے کے بعد کیا جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ تامل ناڈو کی سیاسی پارٹی ڈی ایم۔ کے پر قتل کیس میں ملوث ہونے کا شبہ ہے۔

○ ترکی کے شمالی علاقے میں کرد متحارب گروپوں میں جنگ سے سو افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ کے۔ ڈی۔ پی۔ نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے پیٹریاٹک یونین آف کردستان کے 67 نوجوان ہلاک کردیئے ہیں۔

○ وزیر خارجہ سوڈان نے کہا ہے کہ امریکہ مطالبات نہ ماننے پر پابندیاں لگا دیتا ہے لیکن ہم سر نہیں جھکائیں گے۔

○ روسی صدر یلسن نے برسوں پرانا سرحدی تنازعہ طے کرنے کے لئے چین پہنچ گئے۔ بیجنگ پہنچنے پر ان کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ اس دورے کے دوران چینی صدر کے حالیہ دورہ امریکہ پر بھی بات چیت ہو گی اور اس کے علاوہ شمالی مشرقی چین تک تین ہزار کلومیٹر لمبی پائپ لائن بچھانے کے معاہدے پر بھی دستخط ہوں گے۔

○ عرب لیگ نے لیبیا کے خلاف اقوام متحدہ کی نئی پابندیوں کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ لیبیا کے خلاف کسی قسم کی کارروائی سے صورت حال بہتر نہیں ہو گی۔ عرب لیگ کے ترجمان نے کہا ہے کہ سلامتی کونسل نے عرب ملکوں کے بارے میں دوہرا معیار اپنا رکھا ہے۔

○ اسرائیلی وزیراعظم نے کہا ہے کہ امن مذاکرات ضرور کریں لیکن ہم فوج واپس نہیں بلائیں گے۔ جبکہ یاسر عرفات کا کہنا ہے کہ اسرائیل کے ساتھ بات چیت ہی بے کار تھی۔ وہ کسی پیش رفت کے ارادے کے بغیر ہی مذاکرات کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس صورت حال سے امریکی وزیر خارجہ کو آگاہ کیا جائے گا۔

○ سابق اسرائیلی وزیراعظم کی بیوہ نے خبردار کیا ہے کہ اسرائیل کے لئے امن کا موقع بڑی تیزی کے ساتھ ہاتھ سے نکلتا جا رہا ہے۔ انتہا پسند یہودی کی گولی کا نشانہ بننے والے اسرائیلی وزیراعظم اسحاق رابین کی یاد میں منعقدہ تقریب میں شرکت کے لئے موجودہ اسرائیلی وزیراعظم نتن یاہو کو مدعو نہیں کیا گیا۔

○ چیف الیکشن کمشنر جسٹس (ر) فخر عالم نے کہا ہے کہ انتخابات شفاف ترین تھے۔ پیپلز پارٹی چاہے تو تحقیقات کرالے۔ ہمیں دھاندلی کے ثبوت نہیں ملے ورنہ کارروائی ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ بیرون ملک پاکستانیوں کے ووٹ کا معاملہ قابل عمل نہیں ہے۔

○ یونائیڈ بینک کے صدر زبیر سومرو کی تنخواہ 14 لاکھ روپے ماہوار ہے۔ زبیر سومرو قومی اسمبلی کے سپیکر الٰہی بخش سومرو کے بیٹے ہیں۔ درخواست گذار کے وکیل نے کہا کہ صدر یو بی ایل کو چار سال کی تنخواہ پیشگی دی گئی ہے۔ ان کے بھرتی افراد سٹی بینک سے بھی تنخواہ وصول کرتے ہیں۔ ہائی کورٹ نے یونائیٹڈ بینک اور نیشنل بینک کے صدور کی تنخواہوں اور دیگر مراعات اور ملازمین کی برطرفیوں کے بعد نئی بھرتیوں کی تفصیل طلب کرلی ہے۔

○ اقبال ٹاؤن لاہور میں ڈاکوؤں نے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کا گھر لوٹ لیا ہے۔

کرم فرماؤں کیلئے اطلاع
میاں نسیم احمد طاہر صاحب جرمنی سے واپس آگئے ہیں۔ اور دوکان پر خود موجود ہیں
نسیم جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان 212837
گھر 212175

پلاٹ برائے فروخت
رقبہ 10 مرلہ بمعہ پختہ چار دیواری و ایک کمرہ
واقعہ محلہ نصیر آباد حلقہ عزیز ربوہ
رابطہ
شہزاد گارمنٹس
محسن بازار اقصیٰ روڈ ربوہ
Ph: 212039 گھر 211810

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الکرم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی)
کراچی
پروپرائیٹرز : میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز
فون : 6325511
6330334